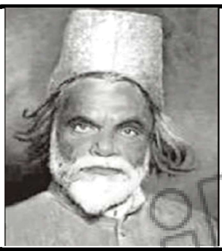

2

آدمی آدمی سے ملتا ہے

ماخذ: کلیاتِ جگؔر   شاعر کا نام: جگؔر مراد آبادی   ردیف: سے ملتا ہے

شاعر کا تعارف: (U.B+K.B)

مترنم اور رنگ تغزّل کے حامل شاعر جگؔر مراد آبادی 1890ء میں بنارس میں پیدا ہوئے۔ ان کا اصل نام سکندر علی اور تخلص جگؔر تھا۔ چوں کہ ان کا خاندان بعض ناگزیر وُجوہ کی بنا پر بنارس سے ہجرت کر کے مراد آباد آبسا تھا لہٰذا اسی صفت نسبتی پر جگؔر مراد آبادی کے قلمی نام سے مشہور ہوئے۔ جگؔر کا خاندان شاہانِ مغلیہ کے دربار میں رسائی رکھتا تھا۔ ان کے والد علی نذر بھی صاحبِ دیوان شاعر تھے اور ان کے دادا بھی شاعر تھے۔ یوں جگؔر کو شاعری وِراثت میں ملی تھی۔ جگؔر نے ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی اور فارسی کی چند کتب تک ہی مَحدود رہے۔ انھیں اعلیٰ تعلیم کے حصول کا موقع نہ ملا۔

جگؔر طبعی طور پر نیک اور درویش منش انسان تھے۔ اسی صفت کی بدولت آپ نے حج بھی کیا اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں بہت سی نعتیں بھی کہیں۔ وہ اصغر گونڈوی کی صحبت میں بھی رہے، جنھوں نے ان کی توجہ دین کی طرف مبذول کروائی۔ تاہم جگؔر اول و آخر کچھ تھے تو وہ خالِصتاً ایک شاعر تھے۔ انھوں نے غزل گوئی میں نام کمایا۔ وہ خوش الحان بھی تھے۔ شعر خوانی مُترنم انداز میں کرتے اور مشاعرہ لوٹ لیتے۔ وہ خالص تغزّل کے شاعر ہیں ان کے یہاں جو شیفتگی اور وارفتگی ہے اس کی دوسری مثال نہیں ملتی۔ اس لیے انھیں کبھی شہنشاہِ تغزل اور کبھی رئیس المتغزّلین بھی کہا گیا۔ جگؔر ابتدائی طور پر داغ دہلوی اور تسنیم لکھنوی کو بھی کلام دکھاتے رہے۔ تاہم آپ نے غزل گوئی میں اپنا ایک خاص انداز اور رنگ پیدا کیا۔ اُنھوں نے غزل کی کلاسیکی روایت کا دامن نہیں چھوڑا۔ ان کا کلام پختہ ہے اور اس میں ایک وَالہانہ پَن اور نَغمگی کا احساس ہوتا ہے۔ جگؔر کے مُتعدد شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں ”شعلہ طور“، ”جذباتِ جگؔر“، ”تخیلاتِ جگؔر“، ”نغماتِ جگؔر“، ”دردِ جگؔر“ اور ”آتشِ گل“ مقبولِ عام کا درجہ رکھتے ہیں۔ جگؔر نے 9 دسمبر 1958ء کو وفات پائی۔

مشکل الفاظ کے معانی (K.B)

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
شعر فہمی	شعر سمجھنا	اُفتادِ طبع	فطری رجحان
سلیم الطبع	بُردبار، کم گو، نرم دل، حلیم	رَغبت	شوق، محبت
شعر خوانی	شعر پڑھنا	تغزّل	غزل سے تعلق رکھنے والی خوبیاں
کلاسیکی روایت	قدیم شاعری کی خوبیاں	وَالہانہ پن	عاشقانہ انداز
نغمگی	موسیقیت اور آہنگ	ستم	ظلم
فِتنۂ قیامت	قیامت کا فتنہ	خوش قامتی	اچھا قد، اونچا قد
ٹوٹ کر	بہت زیادہ	ہجرت	انتقال، جگہ بدلنا
بوجہ	بعض وجوہات کی بنا پر	ورثہ	ترکہ
ذوق	شوق	صاحبِ دیوان	جن کا اپنا دیوان (شعری مجموعہ) ہو
درویش منش	درویشوں جیسا	دخل	اثر
رنگ	ڈھنگ، اسلوب	روایت	کسی بات کا زبانی نقل کرنا
سنورنا	درست ہونا	بے خودی	اپنے آپ میں نہ ہونا، بے ہوش

www.ilmkidunya.com

اشعار کی تشریح

شعر نمبرا :

آدمی آدمی سے ملتا ہے
دل مگر کم کسی سے ملتا ہے

حوالۂ شعر:- (U.B+A.B)

صنفِ ادب	:	غزل
شاعر کا نام	:	جگؔر مراد آبادی
ردیف	:	سے ملتا ہے

مفہوم : آدمی تو بظاہر آدمی سے ملتا ہی ہے لیکن افسوس کے دل آپس میں نہیں ملتے۔ (U.B+A.B)

تشریح:- (U.B+A.B)

زیرِ تشریح شعر قادِر الکلام شاعر جگؔر مراد آبادی کی غزل کا مطلع۔ جگؔر خصوصاً غزل کے شاعر ہیں ان کی غزل میں رنگِ تغزّل نمایاں ہے۔ تاہم وہ کہیں بھی کلاسیکی روایت کا دامن نہیں چھوڑتے اُن کا کلام پُختہ ہے اور اس میں ایک وَالہانہ پَن و نغمگی کا احساس ملتا ہے۔

تشریح طلب شعر میں جگؔر مراد آبادی نے سہلِ مُمتنع کے انداز میں زمانے کی ایک بڑی تلخ حقیقت کو بے نقاب کیا ہے۔ انسان فطرتاً بڑا خود غرض واقع ہوا ہے اس کے ظاہر و باطن میں بڑا تضاد پایا جاتا ہے۔ بظاہر ہم اپنے اپنے مفادات کے پیشِ نظر ایک دوسرے کو سلام کرتے اور بغل گیر ہوتے نظر آتے ہیں۔ لیکن جیسے ہی مفاد ختم ہوتا ہے ہم ایک دوسرے سے منہ موڑ کر اچانک لاتعلق ہو جاتے ہیں اور یوں اجنبی نظر آتے ہیں جیسے ایک دوسرے کو جانتے ہی نہ ہوں۔ دراصل یہ دوغلا رویہ ہماری مادی سوچوں کا غمّاز ہے۔ یہ واضح کرتا ہے کہ انسانیت کی قدر ہماری نگاہوں میں پامال ہو چکی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ انسان کے منصب پر وہ ہی پورا اُتر سکتا ہے جو ہر قسم کی خود غرضی سے پاک ہو کر دوسروں سے حسنِ سلوک سے پیش آئے۔ ورنہ سینے سے سینے ملانے سے کچھ حاصل نہیں جب تک کہ اس سینے میں موجود دل میں ایک دوسرے کے لیے ہمدردی، خیر خواہی اور غم گُساری کے جذبات نہ ہوں۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ زمانے کی ہوس نے آج کے انسان کو انسانیت کے منصب سے کہیں دور لا پھینکا ہے۔ یہ انسان آج بظاہر ایک دوسرے سے ملتا تو ہے لیکن دل صاف نہیں ہے بلکہ چہرے پر جھوٹی ہنسی کی مُلمع کاری ہے اور دل نفرتوں اور کدُورتوں کی میل سے اَٹے ہوئے ہیں۔ بقول شاعر

یہ چلن عام ہے اس دور کے انسانوں کا
فاصلے دل میں رکھے اور بغل گیر ہوئے

ایک اور تناظر میں شاعر عشق میں گہری چوٹ کھائے ہوئے نظر آتا ہے اور اس کے معیار پر سوائے محبوب کے کوئی اور پورا نہیں اترتا۔ لہٰذا وہ محبوب کے ہونے سے دنیا کو پُر رونق تصور کرتا ہے اور اُس کے نہ ہونے سے اس کا دل کسی اور کی طرف متوجہ نہیں ہو پاتا۔ بقول ناصر کاظمی:

بھری دنیا میں جی نہیں لگتا
جانے کس چیز کی کمی ہے ابھی

دوستوں کے ہجوم میں ناصؔر
مرے اندر کا انسان تنہا ہے

مجموعی طور پر شعر فکر و فن کی عُمدہ مثال ہے۔

www.ilmkidunya.com

شعر نمبر ۲ : (لاہور بورڈ 2017) دوسرا گروپ ,(لاہور بورڈ 2014) دوسرا گروپ

بُھول جاتا ہوں میں سِتم اُس کے
وہ کچھ اس سادگی سے ملتا ہے

حوالہ شعر:۔ (U.B+A.B)

صنفِ ادب : غزل

شاعر کا نام : جگؔر مراد آبادی

ردیف : سے ملتا ہے

مفہوم : جب وہ مجھ سے سادہ دِلی اور بظاہر معصومیت سے پیش آتا ہے تو میں اُس کے سارے ستم بھول جاتا ہوں۔ (U.B+A.B)

تشریح:۔ (U.B+A.B)

زیرِ تشریح شعر قادرالکلام شاعر جگؔر مراد آبادی کی فکر کا حامل ہے۔ جگؔر خصُوصاً غزل کے شاعر اور ہیں ان کی غزل میں رنگِ تغزّل نمایاں نظر آتا ہے۔ ان کی شاعری صاف ستھری اور سلیس زبان کا مُرقّع ہے۔ تاہم وہ کہیں بھی کلاسیکی روایت کا دامن نہیں چھوڑتے اُن کا کلام پختہ ہے اور اس میں ایک والہانہ پَن و نغمگی کا احساس ملتا ہے۔

اُردو کلاسیکی شاعری میں محبوب کے خاص ظلم وستم کا ذکر ملتا ہے یہ وہ ستم ہے جو محبوب اپنے ناز و ادا اور ہجر و فراق سے محبّ پر ہمیشہ روا رکھتا ہے۔ جگؔر مراد آبادی نے کلاسیکی شاعری کے اس موضوع کو بڑے دلچسپ پیرائے میں بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے محبوب کا ناز و ادا اور ہجر و فراق اگرچہ میرے لیے وبالِ جان بنا ہوا ہے اور میں دن رات اُس کے رویے پر کرب میں مبتلا رہتا ہوں تاہم میں سوچ رکھتا ہوں کہ جب میری اپنے محبوب سے ملاقات ہوگی تو میں اُسے اپنے حالِ دل سے ضرور مطلع کروں گا تب میں اُسے احساس دلاؤں گا کہ اُس کا یہ رویہ میرے لیے کس قدر اذیت ناک ہے لیکن حیرت تو یہ ہے کہ جب وہ مجھ سے ملتا ہے تو اس سادگی اور معصومیت سے پیش آتا ہے جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو تب میں اُسے اپنی وفائیں یاد دلاتا ہوں جب کہ وہ یوں بے نیاز نظر آتا ہے جیسے کچھ جانتا ہی نہ ہو۔ بقول قتیؔل شفائی

؎ مجھ سے تو پوچھنے آیا ہے وَفا کے معنی
یہ تیری سادہ دِلی مار نہ ڈالے مجھ کو

شاعر کے نزدیک اُس وقت محبوب کے رُبرُو حالِ دل سنانا اور بھی مشکل ہو جاتا ہے جب محبوب محبّ کے سامنے معصومیت کا پیکر بن جاتا ہے اور شاعر اُس کے نازُ واَدا پر فریفتہ ہو کر تمام گِلے شکوہ بھول جاتا ہے۔ بقول ساغؔر صدیقی

؎ ہائے آدابِ محبت کے تقَاضے ساغؔر
لب ہلے اور شِکایات نے دم توڑ دیا

شعر نمبر۳: (لاہور بورڈ 2015) پہلا گروپ، (گوجرانوالہ بورڈ 15-2014) پہلا گروپ

آج کیا بات ہے کہ پھولوں کا
رنگ، تیری ہنسی سے ملتا ہے

حوالۂ شعر:۔ (U.B+A.B)

صنفِ ادب : غزل

شاعر کا نام : جگؔر مراد آبادی

ردیف : سے ملتا ہے

مفہوم : آج ایسی کیا بات ہوگئی ہے کہ پھولوں کا رنگ وروپ تیری ہنسی سے ملتا جُلتا نظر آتا ہے۔ (U.B+A.B)

تشریح:۔ (U.B+A.B)

زیرِ تشریح شعر قادرالکلام شاعر جگؔر مراد آبادی کی فکر کا حاصل ہے۔ جگؔر خصوصاً غزل کے شاعر ہیں ان کی غزل میں رنگِ تغزّل نمایاں نظر آتا ہے۔ تاہم وہ کہیں بھی کلاسیکی روایت کا دامن نہیں چھوڑتے۔ اُن کا کلام پُختہ ہے اور اس میں ایک وَالہانہ پَن و نغمگی کا احساس ملتا ہے۔

تشریح طلب شعر میں جگؔر مراد آبادی نے پھولوں کے کھلنے کو اپنے محبوب کی دِلنشین ہنسی سے تشبیہ دی ہے۔ دراصل محبوب کی پیکر تراشی اُردو شعری روایت میں ایک دلچسپ موضوع بن کر سامنے آیا ہے۔ شُعرا حضرات اپنے محبوب کے جسمانی اعضا کی خوبصورتی کو تشبیہ و اِستعارے کے پیرائے میں اس خوبی سے بیان کرتے ہیں کہ محبوب کے حسن و جمال کی انفرادیت ہر پڑھنے والے کو متاثر کیے دیتی ہے۔ بقول شاعر:

؎ یہ شاعر ہیں الٰہی یا مُصَوّر پیشہ ہیں کوئی
نئے نقشے نِرالی صورتیں ایجاد کرتے ہیں

زیرِ نظر شعر میں جگؔر نے بھی اپنے محبوب کی پیکر تراشی تشبیہاتی پیرائے میں یوں بیان کی ہے کہ پھولوں کے کھلنے پر محبوب کی ہنسی کا گمان ہوتا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میرا محبوب ایسا گل اندام ہے کہ جب وہ چمن میں آتا ہے تو پھول اُس سے رنگ وروپ مُستعار لیتے ہیں۔ غنچے اس کی جوانی دیکھ کر چٹخنے لگتے ہیں۔ لیکن آج کیا بات ہوگئی ہے کہ جب میں نے سیرِ چمن کی تو ہر کلی اور ہر گُل پر مجھے محبوب کی دِلفریب ہنسی کا گمان ہوا ایسا لگتا ہے کہ جیسے آج ان پھولوں نے محبوب کے لہجے میں ہنسنا سیکھ لیا ہے۔ اور ان پھولوں نے محبوب کے لبوں کی سُرخی چرا لی ہے۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے اے میرے محبوب تم نے سیرِ چمن کے دوران اپنی ہنسی کی کچھ خیرات ان پھولوں کی آغوش میں ڈال دی ہے ورنہ ان پھولوں کی کیا اوقات کہ تیری ہنسی کا مقابلہ کرسکیں۔ بقول شاعر:

؎ چمن میں کس نے الٰہی نگاہ ڈالی آج
جو کِھلکھلاتی ہے گل کی ہر ایک ڈالی آج

؎ کِھلتی ہنسی نے سکھائی پھولوں کو دلکشی
غنائی قہقہوں نے سکھایا چٹخنا کیا چیز ہے

www.ilmkidunya.com

شعر نمبر ۴:

سلسلہ فِتنہ قیامت کا
تیری خوش قامتی سے ملتا ہے

حوالہ شعر:- (U.B+A.B)

صنفِ ادب : غزل
شاعر کا نام : جگؔر مراد آبادی
ردیف : سے ملتا ہے

مفہوم : اے میرے محبوب! درازی روزِ محشر کا تعلق تمھارے لمبے قد سے ملتا ہے۔ (U.B+A.B)

تشریح:- (U.B+A.B)

زیرِ تشریح شعر قادر الکلام شاعر جگؔر مراد آبادی کی فکر کا حاصل ہے۔ جگؔر خصوصاً غزل کے شاعر ہیں ان کی غزل میں رنگِ تغزّل نمایاں رہتا ہے۔ تاہم وہ کہیں بھی کلاسیکی روایت کا دامن نہیں چھوڑتے اُن کا کلام پختہ ہے اور اس میں ایک والہانہ پَن و نغمگی کا احساس ملتا ہے۔

تشریح طلب شعر میں جگؔر مراد آبادی نے اپنے محبوب کے دراز قد کو تشبیہاتی انداز میں سانحۂ قیامت سے جا ملایا ہے۔ روزِ قیامت ایک غضبناک چیز ہے اور اس کا عرصہ کئی ہزار سالوں پر محیط ہے۔ اسی طرح شاعر کے نزدیک محبوب کی دراز قامتی عاشقوں کے لیے قیامت کے فتنے سے کم نہیں۔ دراصل محبوب کی پیکر تراشی اُردو شعری روایت میں ایک دلچسپ موضوع بن کر سامنے آیا ہے۔ شُعرا حضرات اپنے محبوب کے جسمانی اعضا کی خوبصورتی کو تشبیہ و اِستعارے کے پیرائے میں اس خوبی سے بیان کرتے ہیں کہ محبوب کے حُسن و جمال کی انفرادیت ہر پڑھنے سننے والے کو متاثر کیے دیتی ہے۔ بقول شاعر:

؎ یہ شاعر ہیں یا الٰہی یا مصور پیشہ ہیں کوئی
نئے نقشے نرالی صورتیں ایجاد کرتے ہیں

یوں شاعر جگؔر مراد آبادی زیرِ نظر شعر میں اپنے محبوب سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ اے میرے محبوب تمھارا یہ لمبا متناسب قد اور دل نشین چال میرے دل پر قیامت سا غضب ڈھاتی ہے۔

؎ چلنا تو دیکھنا کہ قیامت نے بھی قدم
طرزِ خرامِ شوخیِ رفتار کے لیے

اے میرے محبوب جب تو میرے سامنے آتا ہے تو یوں لگتا ہے جیسے وقت کی گردش تھم گئی ہو اور ہر لمحہ میرے دل کو تیری خوش قامتی پر فریفتہ کرتا جا رہا ہو گویا کہ اے میرے محبوب تیری خوش قامتی میرے لیے کسی سانحۂ قیامت سے کم نہیں۔ بقول شاعر:

؎ اُس قیامت قد کو شب دیکھا تھا ہم نے
دن نے محشر کا سماں وقتِ شب دکھلا دیا

؎ ترے سَرو قامت سے اک قدِ آدم
قیامت کے فِتنے کو کم دیکھتے ہیں

www.ilmkidunya.com

شعر نمبر۵:

(لاہور بورڈ 2017,2018) پہلا گروپ، (گوجرانوالہ بورڈ 2015) پہلا گروپ
(لاہور بورڈ 15-2014) پہلا گروپ، دوسرا گروپ

مِل کے بھی جو نہیں ملتا
ٹوٹ کر دل اُسی سے مِلتا ہے

حوالۂ شعر:۔ (U.B+A.B)

صنفِ ادب : غزل

شاعر کا نام : جگؔر مرادآبادی

ردیف : سے ملتا ہے

مفہوم : جو مِل کر بھی کبھی نہیں ملتا۔ شدت سے دل اُسی سے ملتا ہے۔ (U.B+A.B)

تشریح:۔ (U.B+A.B)

زیرِ تشریح شعر قادر الکلام شاعر جگؔر مرادآبادی کی فکر کا حاصل ہے۔ جگؔر خصوصاً غزل کے شاعر ہیں ان کی غزل میں رنگ تغزّل نمایاں نظر آتا ہے تاہم وہ کہیں بھی کلاسیکی روایت کا دامن نہیں چھوڑتے اُن کا کلام پختہ ہے اور اس میں ایک والہانہ پن و نغمگی کا احساس ملتا ہے۔

تشریح طلب شعر میں جگؔر مرادآبادی محبوب کی بے اعتنائی کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ محبوب سے ملاقات کے باوجود بات نہیں ہو پاتی، لہٰذا ملنا اور نہ ملنا ایک برابر ہے۔ محبوب چاہت اور خلوص نہیں بلکہ دل میں فاصلہ رکھ کر ملتا ہے جیسے وہ اپنے عاشق سے نہیں کسی اَنجان سے مل رہا ہو۔ لیکن شاعر اس تمام کے باوجود دل کے ہاتھوں مجبور ہے۔ اس کا دل اس سے ترک تعلق کرنے ہی نہیں دیتا بلکہ بار بار کوچہءِ محبوب کا طواف کرواتا ہے۔

؎ بار بار اس کے در پہ جاتا ہوں
حالت اب اِضطراب کی سی ہے

جگؔر نے عشقِ حقیقی ومجازی دونوں طرح کے رنگ بیان کیے ہیں۔ اگر شعر کو عشقِ حقیقی کے پہلو سے دیکھیں تو شاعر کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر طرف جلوہ نمائی ہے۔ اگرچہ وہ کائنات کے ہر ذرے میں نہاں ہے۔ لیکن اس کے باوجود کسی کو دکھائی نہیں دیتا۔ بقول شاعر:

؎ جب ہر شے میں ہے تو موجود
پھر کیا سبب ہے کہ نظر نہیں آتا

انسان خطا کار ہے وہ دنیا کی رنگینیوں میں ایسا مگن ہوتا ہے کہ اپنے خالق کو بھی بھُلا بیٹھتا ہے اور جب ہر طرف سے نامراد ہوتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کرتا ہے۔ یوں وہ جس سے ناتا توڑ کر دنیا میں مگن ہوا ہوتا ہے آخر دوبارہ ٹوٹ کر اُسی سے جا ملتا ہے۔ جب کہ عشقِ مجازی کے تناظر میں دیکھا جائے تو محبوب کے ظلم وستم سے تنگ آ کر ایک وقت ایسا آتا ہے جب محبّ اُس سے قطع تعلق کر لیتا ہے لیکن پھر دل بے قرار عاشق کو اسی گلی میں دوبارہ لے جاتا ہے اور یوں محبّ دوبارہ ہر شے سے تعلق توڑ کر محبوب کا ہو رہا ہے۔ بقول شاعر:

؎ ٹھانی تھی دل میں اب نہ ملیں گے کسی سے ہم
پر کیا کریں کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم

www.ilmkidunya.com

شعر نمبر ۶: (لاہور بورڈ 2016) پہلا گروپ

کاروبارِ جہاں سنورتے ہیں
ہوش جب بے خودی سے ملتا ہے

حوالۂ شعر:۔ (U.B+A.B)

صنفِ ادب	:	غزل
شاعر کا نام	:	جگرؔ مراد آبادی
ردیف	:	سے ملتا ہے

مفہوم : دنیا کے تمام کام اُس وقت بنتے چلے جاتے ہیں جب انسان کسی کام کو دیوانہ وار سرانجام دینے لگ جاتا ہے۔ (U.B+A.B)

تشریح:۔ (U.B+A.B)

زیرِ تشریح شعر قادرالکلام شاعر جگرؔ مراد آبادی کی فکر کا حاصل ہے۔ جگرؔ خصوصاً غزل کے شاعر ہیں ان کی غزل میں رنگِ تغزّل نمایاں نظر آتا ہے تاہم وہ کہیں بھی کلاسیکی روایت کا دامن نہیں چھوڑتے اُن کا کلام پختہ ہے اور اس میں ایک والہانہ پن و نغمگی کا احساس ملتا ہے۔

تشریح طلب شعر میں جگرؔ مراد آبادی دنیا میں کامیاب زندگی گزارنے کا آسان سا طریقہ بتاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ انسان اس دنیا میں ہزاروں خواہشوں کے حصار میں زندگی بسر کرتا ہے۔ وہ اپنے ہر کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا چاہتا ہے لیکن اَن تھک کوشش کے باوجود اس کے کئی کام ادھورے اور خواہش تشنہ رہ جاتے ہیں۔ وجہ صرف یہ ہوتی ہے کہ ان کاموں اور خواہشوں کی تکمیل میں جذبے کا فُقدان ہوتا ہے۔ انسان ہر کام کو سرانجام دینے کی ٹھانتا تو ہے لیکن جب راہ کے مسائل آڑے آتے ہیں تو ہمت ہار کر منہ موڑ جاتا ہے لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان کسی بھی کام کی تکمیل میں جذبہ جنون سے کام لے اور اگر پاؤں تھک بھی جائیں تو سر کے بل چلے لیکن کبھی منزل سے منہ نہ موڑے۔ بقول شاعر:

؎ تھکیں جو پاؤں تو چل سر کے بل نہ ٹھہر آتشؔ
گُلِ مراد ہے منزل میں ، خَار راہ میں ہے

گویا کہ ہوش و خرد کے ساتھ ساتھ بے خودی بھی لازم ہے۔ کیونکہ ہوش و خرد منصوبہ بندی کرتی ہے اور بے خودی و جذبۂ عشق حرکت و جدوجہد پر مائل کرتا ہے۔ دراصل انسانی زندگی کا تمام تر دارومدار جذبۂ عمل پر ہی ہے اگر انسان سمندر کی مانند اس وسیع عریض زندگی میں غَوطہ زَن ہو کر نایاب موتی نکالنے کا حوصلہ نہ رکھتا ہو تو پھر کبھی بامراد نہیں ٹھہرتا بلکہ اُس کی مثال ساحلوں پر ڈوب جانے والوں جیسی ہوتی ہے۔ بقول شاعر:

؎ جنھیں جستجوئے سکوں رہی اُنہیں ساحلوں نے ڈبو دیا
اُنھیں کوئی بھی موج نہ چھو سکی جو تڑپ کے پار اُتر گئے

؎ خواب کو تعبیر ملتی ہے غموں کو اِعتدال
ہوش میں شامل اگر تھوڑی سی بے خودی رہے

www.ilmkidunya.com

شعر نمبر 7: (لاہور بورڈ 2016) پہلا گروپ

روح کو بھی مزا محبت کا
دل کی ہمسائیگی سے ملتا ہے

حوالۂ شعر:۔ (U.B+A.B)

صنفِ ادب	:	غزل
شاعر کا نام	:	جگؔر مراد آبادی
ردیف	:	سے ملتا ہے

مفہوم : روح کو محبت کا اصل مزہ تب ہی مل پاتا ہے جب اسے محبوب اور محبت سے مُزیّن دل کی قربت حاصل ہو۔ (U.B+A.B)

تشریح:۔ (U.B+A.B)

زیرِ تشریح شعر قادرالکلام شاعر جگؔر مراد آبادی کی فکر کا حاصل ہے۔ جگؔر خصوصاً غزل کے شاعر ہیں ان کی غزل میں رنگ تغزّل نمایاں نظر آتا ہے تاہم وہ کہیں بھی کلاسیکی روایت کا دامن نہیں چھوڑتے اُن کا کلام پختہ ہے اور اس میں ایک وَالہانہ پَن و نغمگی کا احساس ملتا ہے۔

تشریح طلب شعر میں جگؔر مراد آبادی نے روح اور دل کے خوبصورت تعلق کو بڑے اَحسن انداز میں واضح کیا ہے دراصل روح ایک لطیف شے ہے جسے جسم کے کثیف پنجرے میں قید کر دیا گیا ہے جب کہ اسی جسم کے اندر تمام خیالات اور سوچوں کا محور دل بھی رکھ دیا گیا ہے تو روح کا تعلق جسم کے بجائے دل سے زیادہ قریبی ہوتا ہے اور روح دل میں پیدا ہونے والے نیک جذبوں سے سرور پاتی رہتی ہے۔ گویا کہ اگر دل میں یادِ الٰہی موجزن ہو تو روح کا پنچھی آسودہ اور مسرور نظر آتا ہے۔ بقول شاعر:

؎ نہ دنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

شاعر کے نزدیک روح براہِ راست دل سے اثر لیتی ہے اگر دل نیک ارادوں کا مرکز بنا رہے تو رُوح آسودہ حال رہتی ہے اور محبت کے جذبے سے سرشار ہو کر خوب تسکین پاتی ہے اور اگر دل نفسیاتی کثافتوں سے لبریز خیالات کا محور بن جائے تو پھر روح مجروح اور کرب میں مبتلا نظر آتی ہے پھر یہ محبت کا مزہ نہیں پاتی بلکہ اپنی فطرت سے دور رنجیدہ خاطر رہتی ہے۔

دوسرے پہلو سے دیکھا جائے تو رُوح کو الفت و محبت کی سرشاری تب ہی نصیب ہوتی ہے جب اسے محبوب کے عشق و محبت سے لبریز دل کا قرب نصیب ہو۔ بقول شاعر:

؎ خِرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں
مرے مولا مجھے صاحب جنوں کر

مشقی سوالات

سوال نمبرا۔ مختصر جوابات دیں۔

(الف): اس غزل کے مطلع کی نشاندہی کیجئے اور اپنی کاپی میں اسے الگ لکھئے۔ (K.B)

جواب: **غزل کا مطلع**

آدمی ، آدمی سے ملتا ہے
دل مگر کم کسی سے ملتا ہے

(ب): پھولوں کا رنگ ہنسی سے ملنے کا مفہوم واضح کیجئے۔ (K.B)

جواب: **پھول اور ہنسی کا تلازمہ**

انشاءاللہ خاں انشآء کا شعر ہے:

غنچے تیری غنچہ دہنی کو نہیں پاتے
پاتے تو ہیں لیکن تیری ہنسی کو نہیں پاتے

لیکن اس شعر میں جگر پھولوں کی ہنسی کو اپنے محبوب کی ہنسی جیسا قرار دیتا ہے۔ جس طرح پھول کھلتا ہے یعنی ہنستا ہے، بالکل اسی طرح محبوب بھی مسکراتا ہے۔ پھول اور محبوب کا ہنسی کا رنگ ایک جیسا ہے۔

(ج): ہوش اور بے خودی کے ملنے سے دنیا کے کاروبار کیسے سنورتے ہیں؟ (K.B)

جواب: **ہوش و بے خودی سے دنیا کے کاروبار سنورنے کا راز**

ہوش کے ساتھ جب جذبہ شامل ہو جائے تو منزل کا حُصول یقینی ہو جاتا ہے۔ ہوش مندی سے جب بھی کوئی کام سرانجام دیا جائے گا، کامیابی سے ہمکنار ہوگا۔ منزل کے حصول کا دیوانہ وار سچا جذبہ کسی بھی کام کی کامیابی کی ضمانت ہے۔

(د): مطلع میں کس حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے؟ (K.B)

جواب: **مطلع میں بیان کردہ حقیقت**

بظاہر آدمی، آدمی سے ملتا جلتا ہے۔ ایک دوسرے سے ملاقات بھی کرتا ہے لیکن دِلی جذبات اور احساسات کے اعتبار سے وہ ایک دوسرے سے بہت کم ملتا ہے۔ سب انسانوں کے جذبات ایک جیسے نہیں ہوتے۔ دل جو کہ جذبات کا مرکز ہے، وہ بھی ایک دوسرے سے جُدا ہوتے ہیں۔

(ہ): پانچویں شعر میں مل کر نہ ملنے سے کیا مراد ہے؟ (K.B)

جواب: **مل کر نہ ملنے سے مراد**

اس مصرعے کا مطلب یہ ہے کہ عاشق اور محبوب کی اچانک آنکھیں چار ہوتی ہیں۔ عاشق اسے دل دے بیٹھتا ہے۔ پھر دونوں میں کوئی ملاقات نہیں ہوتی۔ عاشق اس کی فرقت میں آہیں بھرتا ہے یعنی ایک بار جو مل کر نہیں ملتا، دل اسے ٹوٹ کر بے انتہا چاہتا ہے۔

سوال نمبر۲۔ مندرجہ ذیل شعر کی تشریح کیجیے: (گوجرانوالہ بورڈ 2015) دوسرا گروپ، (لاہور بورڈ 15-2014)(U.B+A.B)

جواب: گذشتہ صفحات پر ملاحظہ کریں۔

www.ilmkidunya.com

سوال نمبر۳۔ جگر مراد آبادی کی غزل کا متن ذہن میں رکھ کر درست جواب پر نشان (✓) لگائیں۔ (U.B+A.B)

1۔ محبوب کے سادگی سے ملنے کا شاعر پر کیا اثر ہوتا ہے؟ (لاہور بورڈ 2015) پہلا گروپ

(A) خوشی سے پھولا نہیں سماتا (B) ستم بھول جاتا ہے (C) نشہ چھا جاتا ہے (D) غم بھول جاتا ہے

2۔ پھولوں کا رنگ محبوب کی کس بات سے ملتا ہے؟

(A) ہنسی سے (B) شکل وصورت سے (C) تازگی اور نزاکت سے (D) خوش پوشی سے

3۔ فتنہ قیامت کا سلسلہ کس سے ملتا ہے؟

(A) محبوب کی خوش قامتی سے (B) خوش ادائی سے (C) انگڑائی سے (D) محفل آرائی سے

4۔ دل ٹوٹ کر کس سے ملتا ہے؟

(A) کج ادا سے (B) دلربا سے (C) خوش ادا سے (D) مل کے بھی جو نہیں ملتا

5۔ بے خودی سے ہوش آنے پر کیا ہوتا ہے؟

(A) افسوس (B) کاروبارِ جہاں سنور جاتے ہیں (C) بے خودی کو جی چاہتا ہے (D) اداسی بڑھ جاتی ہے

6۔ روح کو محبت کا مزہ کب ملتا ہے؟

(A) دل کی ہمسائیگی میں (B) ہجر وفراق میں (C) وصال میں (D) تنہائی اور یک سوئی میں

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

A	6	B	5	D	4	A	3	A	2	B	1

سوال نمبر۴۔ قوسین میں دیے گئے الفاظ کے درست جواب کا انتخاب کر کے خالی جگہ پُر کیجیے: (U.B+A.B)

(الف) ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مگر کم کسی سے ملتا ہے۔ (محبوب، ✓ دل، آدمی)

(ب) دوسرے شعر میں ''وہ'' سے مراد ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔ (✓ محبوب، آدمی، دوست)

(ج) کاروبارِ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سنورتے ہیں۔ (عشقاں، ✓ جہاں، دنیا)

(د) ساتواں شعر غزل کا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔ (مطلع، ✓ مقطع، آخری شعر)

سوال نمبر۵۔ اس غزل میں ردیف اور قوافی کی نشان دہی کیجیے۔ (U.B+A.B)

قوافی: آدمی، کسی، سادگی، ہنسی، قامتی اسی، خودی، ہمسائیگی

ردیف: سے ملتا ہے

قافیہ

کسی شعر کے آخر میں آنے والے ہم وزن اور ہم آواز الفاظ کو قافیہ کہتے ہیں۔ اگر شعر میں ردیف بھی ہو (ردیف کا ہونا لازمی نہیں) تو قافیہ ردیف سے پہلے آئے گا، مثلاً

ابنِ مریم ہوا کرے کوئی
میرے دکھ کی دوا کرے کوئی

پھرے راہ سے وہ یہاں آتے آتے
اَجل مر رہی تو کہاں آتے آتے

یہاں پہلے شعر میں ''ہوا'' اور ''دوا'' جب کہ دوسرے شعر میں ''یہاں'' اور ''کہاں'' قافیے ہیں۔

www.ilmkidunya.com

ردیف

کسی شعر میں قافیے کے بعد آنے والے ایک جیسے لفظ یا ایک جیسے الفاظ ردیف کہلاتے ہیں۔
اگر غزل کے مَطلع میں ردیف موجود ہو تو باقی اشعار کے دوسرے مصرعے میں ردیف آتی ہے، تاہم غزل غیر مُردفّ بھی ہوتی ہے۔
''قافیہ'' کے ضِمن میں دیے گئے اشعار میں ''کرے کوئی'' اور ''آتے آتے'' ردیف ہیں۔

کثیرالانتخابی سوالات

(U.B+A.B)

درج ذیل سوالات کے چار ممکنہ جوابات دیے گئے ہیں درست جواب کی نشاندہی کریں؟

1۔ **جگر مراد آبادی کے خاندان نے بنارس سے کس شہر کو ہجرت کی۔**
(A) لاہور (B) احمد آباد (C) مراد آباد (D) حیدر آباد

2۔ **جگر کے والد کا نام تھا۔**
(A) علی اصغر (B) علی نظر (C) علی اکبر (D) علی منور

3۔ **جگر مراد آبادی کا سنِ ولادت ہے۔**
(A) 1890ء (B) 1895ء (C) 1898ء (D) 1896ء

4۔ **جگر مراد آبادی کا سنِ وفات ہے۔**
(A) 1958ء (B) 1956ء (C) 1957ء (D) 1960ء

5۔ **دین کی طرف رَغبت میں جگر مراد آبادی کی تربیت میں کس کا عمل دخل تھا۔**
(A) علی نظر (B) اصغر گونڈوی (C) داغ دہلوی (D) امیر مینائی

6۔ **محبوب کی ہنسی کا رنگ کس سے ملتا ہے۔**
(A) پھولوں (B) کلیوں سے (C) غُنچوں سے (D) رنگوں سے

7۔ **سنورتے ہیں**
(A) کاروبارِ حیات (B) کاروبارِ تجارت (C) کاروبارِ دنیا (D) کاروبارِ جہاں

8۔ **جگر مراد آبادی کی غزل کا ماخذ ہے۔**
(A) آتشِ گُل (B) داغِ جگر (C) شعلۂ طور (D) کلیاتِ جگر

9۔ **محبوب کی خوش قامتی کا سلسلہ کس سے ملتا ہے؟** (لاہور بورڈ 2016) دوسرا گروپ
(A) سَرو کے پودے سے (B) اونچے پہاڑ سے (C) آسمان سے (D) فِتنۂ قِیامت سے

10۔ **محبوب کے سادگی سے ملنے کا شاعر پر کیا اثر ہوتا ہے؟** (لاہور بورڈ 2015) پہلا گروپ
(A) خوشی سے پھولا نہیں سماتا (B) سِتم بھول جاتا ہے (C) نشہ چھا جاتا ہے (D) غم بھول جاتا ہے

کثیرالانتخابی سوالات کے جوابات

B	5	A	4	A	3	B	2	C	1
B	10	D	9	D	8	D	7	A	6

www.ilmkidunya.com